21740 ـ رمضان المبارك ميں باجماعت نماز تراويح سنت ہے بدعت نہيں

سوال

كيا باجماعت نماز تراويح بدعت شمار ہو گى كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور مبارك ميں ايسا نہ تھا، بلكہ سب سے پہلے اسے شروع كرنے والے عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ ہيں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

يہ كہنا كہ نماز تراويح بدعت ہے، سراسر غلط اور ناانصافى ہے، بلكہ يہ كہا جا سكتا ہے كہ:

كيا يہ عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كى سنت ہے، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور مبارك ميں ايسا نہيں تھا، بلكہ يہ عمر رضى اللہ تعالى عنہ كے دور ميں ہوا ہے، يا كہ يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا طريقہ اور سنت ہے ؟!

لہذا بعض لوگوں كا دعوى ہے كہ يہ عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كا طريقہ اور سنت ہے، اور اس كى دليل يہ ديتے ہيں كہ:

عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ نے ابى بن كعب رضى اللہ تعالى عنہ اور تميم دارى رضى اللہ تعالى عنہ كو حكم ديا كہ وہ لوگوں كو گيارہ ركعات پڑھائيں، اور ايك رات عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ باہر نكلے تو لوگ نماز ادا كر رہے تھے، تو عمر رضى اللہ تعالى عنہ كہنے لگے:

" يہ بدعت اور طريقہ اچھا ہے"

يہ اس كى دليل ہے كہ اس سے قبل يہ مشروع نہ تھى .....

ليكن يہ قول ضعيف ہے، اور اس كا قائل صحيحين وغيرہ كى اس حديث سے غافل ہے كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اپنے صحابہ كرام كو تين راتيں قيام كروايا اور چوتھى رات نماز نہ پڑھائى، اور فرمايا:

مجھے خدشہ تھا کہ تم پر فرض نہ کر دیا جائے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (872).

اور مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں:

" لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ تم پر رات کی نماز فرض کر دی جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز آجاؤ"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1271).

لہذا سنت نبویہ سے تراویح ثابت ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلسل کے ساتھ جاری نہ رکھنے کا مانع ذکر کیا ہے نہ کہ اس کی مشروعیت کا، اور وہ مانع اور علت فرض ہو جانے کا خدشہ تھا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ خوف زائل ہو چکا ہے، کیونکہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو وحی بھی منقطع ہو گئی اور اس کی فرضیت کا خدشہ بھی جاتا رہا، لہذا جب انقطاع وحی سے علت زائل اور ختم ہو چکی جو کہ فرضیت کا خدشہ اور خوف تھا، تو معلول کا زوال ثابت ہو گیا، توپھر اس وقت اس کا سنت ہونا واپس پلٹ آئے گا. اھ

دیکھیں: الشرح الممتع لابن عثیمین (4 / 78).

اور صحیحین میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کام بھی کرنا پسند کرتے اور اسے صرف اس خدشہ سے ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل شروع کردینگے اور یہ ان پر فرض کر دیا جائے گا...

صحیح بخاری حدیث نمبر (1060) صحیح مسلم صلاۃ المسافرین حدیث نمبر (1174).

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر مکمل شفقت و مہربانی کا بیان پایا جاتا ہے. اھ

لہذا یہ کہنا کہ نماز تروایح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں بلا وجہ اورغلط ہے، بلکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خدشہ کے پیش نظر اسے ترک کیا تھا کہ کہیں

یہ امت پر فرض نہ ہو جائے، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو یہ خدشہ جاتا رہا.

اور ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ مرتدین کے ساتھ لڑائی اور جنگ میں مشغول رہے، اور پھر ان کی خلافت کا عرصہ بھی بہت ہی قلیل (دو برس) ہے، اور جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دور آیا اور مسلمانوں کے معاملات درست ہو گئے تو لوگ رمضان المبارك میں اسی طرح نماز تراویح کے لیے جمع ہو گئے جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع ہوئے تھے.

لہذا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جو کچھ کیا ہے وہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انہوں اس سنت کا احیاء کیا اور اسے کی طرف واپس گئے.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے.

واللہ اعلم .